گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ورنہ تحریکِ خلافت کے زمانہ میں پورے ہندوستان میں ان کی شہرت کا طوطی بولتا تھا۔ فلسفہ و الٰہیات کے فاضل تھے۔ خطابت و تقریر میں بعض حیثیتوں سے اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ شاعر بھی تھے۔ مرحوم کی ایک غزل بچپن میں کبھی پڑھی تھی جو اب تک یاد ہے

پیام آیا ہے پیمانِ جفا کا | نتیجہ کھل گیا جوشِ وفا کا
نکل آؤ ذرا پردہ سے باہر | عقیدہ مٹ رہا ہے اب خدا کا
مزاجِ لااُبالی اور جوانی | خدا حافظ ہے ناموسِ حیا کا
خدا پر چھوڑ دو انجامِ کشتی | قدم کیوں درمیاں ہو ناخدا کا
حدیثِ ضبطِ پروانہ ہے بے وقت | زمانہ ہے فغانِ برملا کا
ترا آزاد پھر پابندِ غم ہے | وہ پھر محتاج ہے لطف و عطا کا

لیکن افسوس ہے اپنی صلاحیتوں اور کمالات سے اسلام اور مسلمانوں کو جو فائدہ پہنچا سکتے تھے اپنی طبیعت کے عدمِ استقلال اور تلون کی وجہ سے نہ پہنچا سکے۔ بحیثیت مجموعی بڑی خوبیوں کے انسان تھے۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔

---

مولانا سید بدرالدین صاحب علوی نے جو عربی زبان و ادب کے نامور فاضل اور محقق ہیں۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے چہل سالہ تعلق سے سبکدوش ہونے کے بعد ایک اعلان میں وعدہ فرمایا ہے کہ عربی زبان و ادب کے کسی ایک موضوع سے متعلق جو صاحب تحقیقاتی کام کرنا چاہیں۔ مولانا بڑی خوشی سے بغیر معاوضہ کے اُس کام کی نگرانی اور اُس میں راہنمائی کرنے کے لئے آمادہ ہیں اس سلسلہ میں ریسرچ کے موضوع کا انتخاب خود مولانا کریں گے اور تکمیل کے بعد اپنے حلقۂ اثر میں اُس کی طباعت اور اشاعت کا بھی بندوبست فرمائیں گے ارباب ذوق کے لئے مولانا کا یہ اعلان بڑا حوصلہ افزا اور مایۂ مسرت ہے۔ خط و کتابت کے لئے مولانا کا پتہ یہ ہے:۔

بجہہ ہاؤس ۔ کیلانگر ۔ علی گڑھ